Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities 62
Vol 5 (1) Jan-March, 2019 pp.62-71.
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. Email:editor@gjmsweb.com
Impact Factor value = 4.739 (SJIF).
DOI: https://orcid.org/0000-0001-5767-6229

CRITICAL ANALYSIS OF THE ROLE OF MAJLIS-E-SHOORA (ADVISORY LEGISLATIVE COUNCIL) IN HAZRAT ABU BAKAR SIDDIQUE'S ERA

دور صدیقی کے شورائی نظام کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

Mariam Bibi[1], Prof.Dr.Abdul Ghafoor Awan[2]

ABSTRACT- *Hazrat Abu Bakr Siddique was the first regular caliph of the Muslims. He constituted Majli-e-Shoora (Advisory Legislative Council) consists of senior companions of the Holy Prophet. During his regime, the government system ran through that advisory legislative council. He always followed the decisions and advice of that Council. The real spirit of Islamic caliphate (Government) lies in decision making through consensus. The objective of this research paper is to analyze the importance of Islamic Majlis-e-Shoora system and its practicability in the modern world. Hazrat Abu Bakr Siddque's era provides a good example of advisory legislative system for the rulers of today who can improve their governance by following that systems.*

Key words: *Advisory Legislative Council, consensus, Governance, system.*

Type of study: ***Original Research paper***.
Paper received: 12.09.2018
Paper accepted: 25.10.2018
Online published: 01.01.209

---

1. M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab. burhan.55555abdullah@gmail.com
2. Dean, Faculty of Management and Social Sciences, Institute of Southern Punjab. ghafoor70@yahoo.com. Cell # +0923136015051.

تعارف:

حضرت ابوبکر صدیق پہلی اسلامی ریاست کے بلافصل خلیفہ تھےـدور صدیقی میں نظام حکومت شورائی تھا۔ خلافت اسلامیہ کی روح شورائی نظام میں ہے۔ آج کے حکمرانوں کے لئے دور صدیقی ایک بہترین شورائی نظام حکومت ہے۔ حکمران اپنے طرز حکومت کو دور صدیقی کے شورائی نظام سے درست کر سکتے ہیں کیونکہ آپ ایک مثالی شورائی حکمران تھے۔

آپؓ نے مدینہ میں اسلامی ریاست قائم فرمائی، عربوں میں ریاست کا تصور نہ تھا، وہ قبائلی نظام کے تحت اپنی زندگی گزار رہے تھے۔ مکہ اور مدینہ کا کوئی حکمران نہ تھا۔ آپؓ نے عربی کو ایک اسلامی ریاست کی عملی شکل دی۔ آپؓ کی وفات کے بعد اِس سلطنت کا انتظام وانصرام صحابہ کے اجماع سے حضرت ابوبکر صدیق نے سنبھالا۔ اِس سیاسی نظام کی بنیاد بھی شوریٰ پر تھی۔ اِس فصل میں حضرت ابوبکر صدیق کے دور میں ہونے والے مشاورتی نظام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ میمون میں مشورہ کی کیا نوعیت تھی، اس کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عن میمون بن مہران، قال: کان ابوبکر اذا ورد علیہ الخصم نظر فی کتاب اللہ فان وجد فیہ ما یقضی بینھم قضی بہ و ان لم یکن فی الکتاب و علم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک الامر سنۃ قضی بھا فن اعیاہ خرج فسأل المسلمین وقال: اتانی کذا فھل علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی ذلک بقضاء ؟ فربما اجتمع الیہ النفر کلھم یذکر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ قضاء فیقول ابوبکر الحمد للہ الذی جعل فینا من یحفظ علے نبینا فان اعیاہ ان یجد فیہ سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع رؤس الناس و خیارھم فاستشارھم فاذا اجتمع رایھم علی امر قضی بہ (1)

میمون بن مہران سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو وہ کتاب اللہ میں غور فرماتے اگر کتاب اللہ میں اس مقدمہ کے لئے کوئی چیز فیصلہ کن مل جاتی تو فیصلہ فرما دیتے، اگر کتاب اللہ میں کوئی چیز نہ ملتی اور اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت علم میں آتی تو سنت کے مطابق فیصلہ فرماتے اگر وہاں بھی ناکام رہتے تو مختلف لوگوں سے ملاقات فرماتے اورمسلمانوں سے پوچھتے کہ میرے پاس ایسا ایسا مقدمہ آیا ہے، کیا تمہارے علم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں کوئی فیصلہ فرمایا ہو، چنانچہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ ایک جماعت نے یہ بتلایا کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں یہ فیصلہ فرمایا ہے، ایسی صورت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ الحمد للہ ہمارے درمیان ایسے افراد موجود ہیں جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو محفوظ رکھتے ہیں، اگر اس طرح بھی سنت کے علم میں ناکام رہتے تو سربرآورہ اور

منتخب صحابۂ کرام کو جمع فرماتے اور ان سے مشورہ کرتے جب ان سب اہل مشورہ کا کسی بات پر اتفاق ہو جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے''۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو تفصیل دی گئی ہے وہ یہ نہیں ہے کہ اُنہوننے مشورہ کر کے ، اہل مشورہ کی رائے کو اہمیت نہیں دی یا اہل مشورہ ہی نے مشورہ کے بعد ان کو اختیار دے دیا کہ وہ اکثریت ، اقلیت یا اپنی رائے میں سے کسی کے مطابق عزم فرما لیں۔ بلکہ صورت یہ ہے کہ ہر پیش آمدہ مسئلے میں سب سے پہلے خود قرآن و سنت کی جانب مراجعت فرماتے ہیں، اگر ناکام رہتے ہیں تو اہل علم سے خود رجوع فرماتے ہیں کہ کسی کے پاس اس سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہو تو بیان کرے، سنت مل جاتی ہے تو اللہ کی حمد فرماتے ہیں ، اور سنت کی حفاظت کرنے والوں کی ہمت افزائی فرماتے ہیں اور اگر اس طریق کار میں بھی کامیابی نہیں ہوتی تو علماء و فقہاء کو مشورہ کے لئے جمع فرماتے ہیں اورمشورہ میں جب کسی رائے پر اتفاق ہو جاتا ہے تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ مضمون صرف حجۃ اللہ البالغہ میں نہیں ہے بلکہ ہرجگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی تفصیل ہے، اعلام الموقعین میں ہے:

> ''حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو اس کو کتاب و سنت میں تلاش کرتے ، اگر وہاں سے کامیابی حاصل نہ ہوتی تو اُمت کے بہترین افراد کو جمع کر کے ان سے رائے لیتے اور اتفاق رائے سے *جو طے ہو جاتا اس پر فیصلہ صادر فرما دیتے*''۔ (2)

امام عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی المتوفی 255ہجری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی مضمون نقل کیا ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں :

فاذا اجتمع رایھم علی امر قضی بہ (3)

''جب اہل مشورہ کا اتفاق رائے ہو جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ فرماتے۔''

علامہ ابن حجر نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی مضمون بیان فرمایا ہے اور اس کے آخر میں یہ بھی صراحت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل بھی یہی تھا:

عن میمون بن مھران قال کان ابوبکر الصدیق اذا ورد علیہ امر نظر فی کتاب اللہ فان وجد فیہ ما یقضی بہ قضی بینھم و ان علمہ من سنۃ رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بہ و ان الم یعلم خرج

فسألا المسلمین عن السنۃ فان اعیاہ ذلک دعا رؤس المسلمین و علماء ھم واستشارھم و ان عمر بن الخطاب کان یفعل ذلک (4)

امام بیہقی نے میمون بن مہران سے بسند صحیح نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو وہ کتاب اللہ میں تلاش کرتے اگر اس میں کوئی فیصلہ مل جاتا تو وہ ناقد فرما دیتے اور اگر کچھ نہ ملتا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس سلسلہ میں مل جاتی تو نافذ فرما دیتے اوراگر کچھ نہ ملتا تو علماء سے ملاقات کرتے اور مسلمانوں سے سنت کے بارے میں معلوم کرتے ، اگر اب بھی ناکام رہتے تو سر برآوردہ مسلمانوں اورعلماء کو بلا کر مشورہ کرتے اورحضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی یہ عمل فرماتے تھے''۔

علامہ ابن حجر کے بیان میں مشورہ کی تفصیلات نہیں ہیں کہ اقلیت، اکثریت اور اپنی رائے میں سے کیا چیز اختیار کی جاتی تھی ، لیکن یہ بات امام بخاری کے حوالہ سے واضح کی جا چکی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اوردیگر اُمراء کے درمیان فرق ہے، آپ کے یہاں عزم بھی ایک چیز ہے، لیکن دیگر اُمراء کے یہاں کتاب و سنت سے آگے بڑھنے کی گنجائش نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشورہ محض اس لئے ہوتا تھا کہ کتاب و سنت کی رہنمائی حاصل ہو جائے اور اسی کے مطابق عمل کیا جائے ، یہ منشاء نہیں تھا کہ مسئلہ کے مختلف پہلو سامنے آئیں اور پھر امیر کی حیثیت سے جس جانب کو چاہیں ترجیح دے دیں، بلکہ یہاں یہ وضاحت بھی مناسب ہوگی کہ عہدِ خلافت میں اختلاف رائے کی صورت میں فیصلہ اکثریت کی بنیاد پر بھی شاذو نادر ہی ہوا ہے۔ ورنہ عام طور پر یہ ہوا ہے کہ اہل مشورہ نے کسی ایک صورت پر اتفاق کرلیا ہے جسے اصطلاح میں اجماع کہتے ہیں، تاریخ التشریع الاسلامی میں علامہ خضری بک نے، حضرت ابوبکر صدیق اورحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے مشورہ کا طریقہ ذکر کیا ہے اور وہی بات نقل کی ہے جو حجۃ البالغہ دارمی اور فتح الباری کے حوالہ سے ذکر کی گئی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے:

کان الشیخان اذا استشارا جماعۃ فی حکم فاشارو فیہ برائے تبعہ الناس ولا یسوغ لاحد ان یخالفہ و سمی ابداء الرائ بھذا الشکل اجماع (5)

حضرت ابوبکر اورحضرت عمر (رضی اللہ عنہم) جب کسی معاملہ میں فقہاء کی جماعت سے مشورہ فرماتے اور یہ لوگ اس معاملے میں کوئی رائے دیتے تو یہ سب لوگ اس رائے کو موافقت

کرتے اور کسی کو اس رائے سے اختلاف کا موقع نہیں رہتا اور اس شکل میں رائے کے اظہار کو ''اجماع'' کہا جاتا ہے''۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عام طور پر فیصلے کا طریقہ یہ ''اجماع سکوتی'' ہے کہ اہل مشورہ کو جمع کرنے کے بعد کوئی بات منقح ہوگئی، عام طور پر لوگوں نے اس سے اتفاق کرلیا، اور مخالفت کسی نے نہیں کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے چند واقعات کی صحیح تصویر:

مندرجہ بالا وضاحت سے یہ بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ خلافتِ راشدہ میں اہل مشورہ سے مشورہ کرنے کے بعد، فیصلہ کا انحصار امیر اور اس کے عزم پر نہیں ہے بلکہ صورت یہ ہے کہ امیر بھی اہل مشورہ کے ساتھ شریک مشورہ ہے ، اور تلاش یہ ہے کہ اس سلسلے میں کتاب اللہ یا سنتِ رسول اللہ میں کیا رہنمائی ملتی ہے، مجلس شوریٰ میں جب ذہن حکم خدا وندی یا حکم رسالت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو تمام ہی اہل مشورہ کا اتفاق رائے ہو جاتا ہے مثلاً امیر کے عزم کا مضمون بیان کرنے والے بڑے اعتماد کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے دو واقعات نقل کرتے ہیں۔ ایک مانعین زکوٰۃ کے ساتھ قتال کا مسئلہ ہے اوردوسرا حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے سریّہ کی روانگی کا واقعہ ، ان دونوں واقعات میں بڑے شدو مد کے ساتھ یہ ترجمانی کی جاتی ہے کہ یہ امیر کے عزم یا استبداد بالرائے کے واقعات ہیں کہ اہل مشورہ کی رائے قتال کی نہیں ہے، سریّہ کی روانگی کی نہیں ہے ، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شوریٰ کے برعکس اپنے عزم کے مطابق فیصلہ فرمایا، لیکن بالغ نظر علماء کے نقطہ نظر سے یہ حقیقت کی صحیح ترجمانی نہیں ہے بلکہ واقعات کی اُلٹی تصویر ہے، ان دونوں واقعات میں بھی یہی ہوا ہے کہ مشورہ کیا گیا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جو حکم شرعی معلوم ہوا اس پر عمل درآمد کیا گیا ،تفصیلات میں نہ جاتے ہوئے صرف ایک مصنف کی عبارتیں پیش ہیں ، علامہ شاطبی میں لکھتے ہیں۔

ولما منعت العرب الزکاۃ عزم ابوبکر علی قتالھم فکلمہ فی ذلک!فلم یلتفت الی وجہ المصلحۃ فی ترک القتال اذوجد النص الشرعی المقتضی لخلافہ وسألوہ فی ردّ اسامۃ لیستعین بہ و بمن معہ علی قتال اھل الردۃ فابٰی لصحۃ الدلیل عندہ بمنع ردّ ما انفذ ہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (6)

جب کچھ اہل عرب نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قتال کا ارادہ فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس سلسلے میں گفتگو کی ، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تر ک قتال کی پیش کردہ مصلحت پر توجہ نہیں دی، کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ان مصلحتوں کے خلاف نص شرعی موجود تھی، اسی طرح حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے سریّہ کی واپسی کا سوال کیا تاکہ ان سے اور ان کے رفقاء سے مرتدین سے قتال کے

سلسلے میں مدد لی جائے تب بھی حضرت ابوبکر نے انکار فرما دیا کیونکہ ان کے پاس سنتِ رسول کی صحیح دلیل موجود تھی کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نافذ فرما چکے تھے وہ اس کو نہیں روک سکتے''۔

گویا عہدِ صدیقی کے ان دونوں واقعات کی صحیح تصویر یہ نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے اور اہل مشورہ کی رائے میں اختلاف رہا ہو اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بحیثیت امیر اپنے عزم سے ایک جانب کو ترجیح دی ہو بلکہ ان واقعات کی صحیح تصویر یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن اور حدیث کی روشنی میں فیصلہ کیا، حقیقت حال پر مطلع نہ ہونے کے سبب ابتداءً کچھ حضرات نے دوسرا مشورہ دیا،لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مؤقف کی تائید میں قرآن یا حدیث کو پیش فرمایا تو تمام صحابہ کرام کا اتفاق ہوگیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو بلا شبہ افضل الصحابہ ہیں ، ان کی زندگی کے واقعات کو امیر کے استبداد بالرائے کی نظیر میں پیش کرنا ان کے ساتھ انصاف نہیں ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی مانعین زکوٰۃ کے اس واقعہ کو حضرت ابوبکرصدیق کی زندگی میں کتاب و سنت کے اَحکام کی پیروی کی مثال میں پیش کیا ہے۔ علامہ شاطبی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نہیں تمام صحابۂ کرام کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

و انا نعلم ان الصحابۃ حصروا نظرھم فی الوقائع التی لا نصوص فیھا فی الاستنباط والردّ الی ما فھموہ من الاصول الثابتۃ و لم یقل احد منھم : انی حکمت فی ھذا بکذا لان طبعی مال الیہ اولا نیہ یوافق محبتی و رضائی ، ولو قال ذلک لاشتد علیہ النکی وقیل لہ، من این لک ان تحکم علی عباد اللہ بمحض میل النفس و ھوی القلب؟ ھذا مقطوع ببطلانہ (7)

ہم یقین رکھتے ہیں کہ صحابۂ کرام نے غیر منصوص واقعات میں، اپنی نظر کو، کتاب و سنت سے ثابت شدہ اُصول کی جانب مراجعت ہی میں منحصر رکھا ہے ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ میری طبیعت کا میلان یہ تھا یا یہ بات میری محبت اور رضا کے مطابق ے اور اگر کسی نے یہ بات کہی ہوتی تو اس پر (صحابہ کی جانب ہی سے) شدید نکیر کی جاتی اور کہا جاتا کہ یہ حق آپ کو کہاں پہنچتا ہے کہ اللہ کے بندوں پر محض طبعی میلان اورخواہش نفس کے مطابق حکم لگائیں ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ گمان یقینا باطل ہے''۔

علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے صرف جلیل القدر صحابہ ہی نہیں، تمام صحابۂ کرام کے بارے میں یہ فرمایا کہ غیر منصوص معاملات کا حکم معلوم کرنے کے لئے ان سب کا طریقۂ کار صرف کتاب و سنت کی طرف مراجعت ہے، اپنے ذاتی میلان یا طبعی رجحان کے مطابق فیصلہ ان بزرگوں کی

زندگی میں نہیں ہے ، اور اگر بالفرض ایسا ہوا ہوتا تو ضروری تھا کہ ان بزرگوں ہی کی جانب سے اس کی تردید بھی ہوگئی ہوتی۔

علامہ شاطبیؒ نے کئی صفحات اس موضوع پر قلمبند فرمائے ہیں کہ شریعت میں فیصلے کا انحصار دلائل شرعیہ یعنی کتاب و سنت پر ہے، افراد پر نہیں ہے اور اس موضوع پر کلام کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک کے ان دونوں واقعات کی صحیح ترجمانی بھی آگئی ہے اس لئے یہاں ان کی عبارت کا مختصر ترجمہ پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ فرماتے ہیں۔

گزشتہ مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ افراد حکم شرعی معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں، احکام شرعیہ کے علم میں واسطہ ہونے کی جہت سے صرف نظر کر کے افراد کو معیار قراردینا ہی ضلال کہلاتا ہے کیونکہ حجت قطعی اورحاکم اعلیٰ صرف شریعت ہے پھر ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا مذہب یہی ہے جس شخص نے ان کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے احوال پڑھے ہیں وہ یقینا صحابہ کرام کے اس انداز سے واقف ہوگا، غور کا مقام ہے کہ سقیفۂ بنو ساعدہ میں امارت کے مسئلہ میں نزاع ہے حتیٰ کہ بعض انصاریہ فرما رہے ہیں کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا، لیکن جب ان کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد آیا کہ ائمہ قریش میں سے ہوں گے تو انہوں نے فوراً اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردیا اوردوسرے نقطۂ نظر کی جانب التفات نہیں فرمایا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انسانوں کی رائے پر مقدم ہے ۔(8)

اورجب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا ارادہ کیا تو بعض صحابہ نے حدیث مشہور سے ان کے مؤقف کے خلاف استدلال کیا یعنی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوالا الہ الا اللہ عصموا منی دماء ھم و اموالم الا بحقھا و حسابھم علی اللہ۔(9)

لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی روایت کے لفظ الا بحقھاسے استدلال فرماتے ہوئے کہا کہ زکوٰۃ بھی مال کا حق ہے اورجب تک یہ حق ادا نہ کیا جائے عصمت ثابت نہیں ہوتی، پھر فرمایا کہ اگر یہ زکوٰۃ نہ دینے والے وہ رسی اور بچہ بھی روکنا چاہیں گے جس کو وہ عہدِ رسالت میں دیا کرتے تھے تو میں ضرور قتال کروں گا۔

یہاں دو باتیں قابل غور ہیں ایک یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پائے جانے والے طرز عمل میں ادنیٰ تبدیلی اور اس سلسلے میں کسی تاویل کو قبول نہیں فرمایا ، اس لئے کہ مانعین زکوٰۃ میں سے جو مرتد نہیں ہوئے تھے و ہ تاویل ہی تو کررہے تھے اور صحابۂ کرام کا اختلاف مرتدین کے بارے میں نہیں بلکہ صرف ان لوگوں

کے بارے میں تھا جو تاویل کر کے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کررہے تھے، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تاویل کرنے والوں کو معذور قرارنہیں دیا بلکہ ان کی نظر حقیقت واقعہ پر رہی اور انہوں نے فرمایا کہ اگر وہ ادنیٰ ادائیگی سے بھی باز رہیں گے تو میں ضرور قتال کروں گا''۔ امام شاطبی لکھتے ہیں:

مع ان الذین اشار و الیہ بترک قتالھم انما اشاروا علیہ بامر مصلحی ظاہر تعضدہ مسائل شرعۃ و قواعد اصولیۃ لکن الدلیل الشرعی الصریح کان عند ہ ظاہر افلم تقوعندہ آراء الرجال ان تعارض الدلیل الظاہر فالتزمہٗ ثم رجع المشیرون علیہ بالترک الی صحۃ دلیلہ تقدیما للحاکم الحق و ھو الرشرع (10)

حالانکہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ترک قتال کا مشورہ دے رہے تھے وہ بھی ایک ظاہری مصلحت کے مطابق مشورہ دے رہے تھے اور ان کے مشورے کو بھی شرعی مسائل اور اُصولی قواعد کی تائید حاصل تھی، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے شریعت کی صریح دلیل بالکل ظاہر تھی اور ان لوگوں کی رائے اس واضح دلیل کے مقابل قوی نہیں تھی اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس صریح دلیل کا التزام کیا، پھر ترکِ قتال کا مشورہ دینے والوں نے بھی حق کومقدم کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحیح دلیل کی طرف رجوع کرلیا۔ دوسرے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وجاء فی القصۃ ان الصحابۃ اشار واعلیہ بردالبعث الذی بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اسامۃ بن زید ولم یکونوا بعدہ مضوالوجھتھم لیکونوا معہ عدنا علی قتال اھل الردۃ فابی من ذلک وقال ما کنت

لاردبعثا انفدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوقف مع شرع اللہ ولم یحکم غیرہ (11)

یہ وا قعہ بھی آتا ہے کہ صحابہ نے حضرت ابوبکر کو اس جیش اسامہ کو واپس بلا لینے کا مشورہ دیا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زید کی سرکردگی میں روانہ فرمایا تھا مگر یہ لشکر ابھی تک منزل کی طرف روانہ ہو ا تھا، واپسی کا مشورہ اس لئے دیا گیا تھا کہ اس لشکر سے مرتدین کے قتال میں مدد ملے گی، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں اس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا جس کو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نافذ فرما چکے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حکم خدا وندی کے سامنے سپر انداز ہوگئے۔ اور کسی دوسری چیز کو اُنہوں نے حاکم نہیں قرار دیا۔

بہرحال مانعین زکوٰۃ سے قتال اورجیش اسامہ کے معاملہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمل استبداد بالرائے کی نظیر ہرگز نہیں ہے، بلکہ یہ دونوں واقعات کتاب و سنت کی طرف مراجعت کی واضح مثالیں ہیں، امام بخاری بھی یہی فرما رہے ہیں علامہ شاطبی بھی یہی سمجھ رہے ہیں او ر واقعہ

بھی یہی ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو لا تقضوہ برای واحد یعنی اگّے دگّے کی رائے پر فیصلہ کی ممانعت فرمائیں اور صحابہ کرام آپ کے حکم کی تعمیل نہ کریں۔

خلاصہ بحث:

اسلام کا سیاسی نظام خلافت ہے اور خلافت کی روح شورائی نظام میں ہے۔ شورائیت دُنیا کا بہترین نظام ہے۔ جمہوری نظام میں اِس کی تھوڑی سی جھلک نظر آتی ہے۔ اِس نظام کی عملی مثال دور صدیقی میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حوالہ جات

1) حجۃ اللہ البالغۃ، ج 1، ص 149

2) اعلام الموقعین، ص 254

3) دارمی، ابو، محمد، عبداللہ بن عبدالرحمن، سنن دارمی رقم الحدیث 35

4) فتح الباری، ج 13، ص 285

5) محمد خضری بق، تاریخ التشریع الاسلامی، ص 129، دارالمعرفت بیروت، 2011ء

6) شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، ج 4، ص 195

7) ایضاً، ج 2، ص 150

8) ایضاً، ج 2، ص 160

9) صحیح بخاری، رقم الحدیث 322

10) الموافقات، ج 2، ص 356

11) یضاً، ج 2، ص 216

Bibliography

Allah Bachaya Riaz, Abdul Ghafoor Awan (2018) Causes of intolerance and need of patience in the light of Quran-o-Sunnah, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):196-222.

Amjad Ali, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Comparative study of Khutbat-e- Madaras and Muhazirat-e-Seerat, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3): 153-189.

Awan, Abdul Ghafoor, Imran Ansari (2017). Specific study of Essays relating to Hazrat Jabir Bin Abdullah, *Global Journal of Management, Social Science and Humanities, Vol.3* (3):39-56.

Awan, Abdul Ghafoor, Jamil Ahmad (2017). Concept of Spiritualism of Peer Syed Ghulam Naseeruddin Naseer Gilani of Golara Sharif, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):14-35.

Javeria Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Critical analysis of the literature relating to three divorces in one sitting, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol .3* (3):71-84

Munawar, Syed Ali Shah, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Importance of the study of "Seerat" in Text books of Public Educational Institutions of Punjab, *Global Journal Management, Social Sciences and Humanities, Vol.3* (4):230-51

Misbah Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Benefits of Marriage Life in Islam in the light of "Bahara-e-Shariat" and "Bahashti-i-Zaver", Global *Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3):106- 135.

Shakeela Naz, Awan, Abdul Ghafoor (2018) Analysis of the research papers of monthly magazine "Burhan-i-Dehli" on the Biographies of the Holy Prophet. *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (3):292-320.

Saima Rashid, Soubia Khan, Awan, Abdul Ghafoor (2018). Great saints of Multan and history of their shrines and their social importance, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):223- 245.

,